ریفرنس نمبر: NRL 0283 　　　　 تاریخ: 05.06.2025

# ادھار خریداری میں ایک شرعی خرابی اور بیع فاسد کی آمدن کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ زید نے عَمْرو کی دُکان سے تقریباً ایک لاکھ کا اُدھار سامان لیا اور دونوں کے مابین قیمت کی ادائیگی کی کوئی مدت متعین نہیں ہوئی اور نہ ہی ان کے مابین ادھار کے معاملے میں کوئی عرف وعادت متعین ہے اور بائع کی جانب سے رقم مانگنے پر کبھی رقم ملتی ہی نہیں اور کبھی ملتی ہے تو تھوڑی تھوڑی، البتہ رقم پوری وصول کرلی ہے، پوچھنا یہ ہے کہ مذکورہ عقد جس میں مدت کی تعیین ہی نہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ نیز زید (خریدار) نے اس سامان کو آگے فروخت کر کے جو نفع حاصل کیا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ برائے کرم شرعی رہنمائی فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب

صورتِ مسئولہ میں مذکورہ طریقے سے خرید وفروخت درست نہیں، بلکہ فاسد وناجائز ہے، کہ ادھار خرید وفروخت کی صورت میں رقم کی ادائیگی کے لیے متعین مدت کا ذکر ضروری تھا، جبکہ یہاں ایسا نہیں ہوا، جس وجہ سے عقد فاسد اور زید (خریدار) وعمرو (بیچنے والا) دونوں گنہگار بھی ہوئے۔ اس عقد کا اصل حکم یہ تھا کہ زید سامان اور عَمْرو اس کے بدلے پیسے نہ لیتا۔ جب عمرو نے سامان دے دیا اور رقم لے لی تو زید سامان کا اور عمرو رقم کا ملکِ خبیث کے ساتھ مالک ہو گیا اور اب بھی ان پر واجب تھا کہ بیع کو فسخ کر کے سامان اور پیسے ایک دوسرے کو واپس کر دیں، ایسی صورت میں فسخ نہ کرنا اور مالکانہ تصرف کرنا گناہ ہے۔ اس کے بعد واپس کرنے کی بجائے جب زید نے سامان پر مالک کی اجازت سے قبضہ کر کے اس کو آگے بیچ دیا تو اگرچہ یہ عمل جائز نہ تھا، لیکن اب عقد فسخ نہیں ہو سکتا، بلکہ زید پر سامان کی مثل ہونے کی

صورت میں مثل، ورنہ رقم کی ادائیگی لازم ہوگئی۔ اور وہ رقم عمرو کے لیے حلال ہوگی۔

رقم کی ادائیگی میں قبضہ کرنے کے وقت جو اس سامان کی مارکیٹ ویلیو تھی، صرف اتنی رقم عمرو (بیچنے والے) کو ملے گی، اگر اس سے زائد رقم لے چکا تو وہ واپس کرے اور اس سے کم لی تو خریدار سے وصول کرلے۔ نیز زید نے سامان بیچ کر جو رقم حاصل کی اس میں سے اصل رقم کے علاوہ فقط حاصل ہونے والا نفع زید پر صدقہ کرنا واجب ہے، اگر زید وہ رقم استعمال کر چکا ہے تو (نفع کی) اتنی رقم اپنے پاس سے صدقہ کرے اور زید و عمرو دونوں توبہ بھی کریں۔

علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں" **معلومية المبيع ومعلومية الثمن بمايرفع المنازعة فلا يصح بيع شاة من هذا القطيع** ۔۔۔ معلومة الأجل فی البيع المؤجل ثمنه "ترجمہ: مبیع اور ثمن کا اس طرح معلوم ہونا کہ نزاع ختم ہو جائے لہٰذا اس طرح بیع کرنا صحیح نہیں کہ اس ریوڑ میں سے ایک بکری بیچی۔۔۔۔ **جس بیع میں ثمن ادھار ہو تو اس میں مدت کا معلوم ہونا بھی شرط ہے۔**

**(ردالمحتار، کتاب البیوع، جلد4، صفحہ505، دارالفکر، بیروت)**

فتاوی عالمگیری میں ہے:"**منها معلومية الاجل فی البيع بثمن مؤجل** فيفسد ان كان مجهولا "ترجمہ: بیع کے صحیح ہونے کی شرائط میں سے ایک شرط ادھار ثمن کی بیع میں مدت کا معلوم ہونا ہے، **لہٰذا اگر مدت مجہول ہوئی تو بیع فاسد ہو جائے گی۔**

**(فتاوی عالمگیری، کتاب البیوع، جلد3، صفحہ3، دارالفکر، بیروت)**

**ملک العلماء امام علاء الدین ابو بکر بن مسعود کاسانی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:" البيع الفاسد واجب الفسخ حقا للشرع رفعا للفساد "ترجمہ: فساد کو دور کرنے کے لیے بیع فاسد کو فسخ کرنا شرع کے حق کی وجہ سے واجب ہے۔**

**(بدائع الصنائع، جلد4، صفحہ102، دارالکتب العلمیة، بیروت)**

تنویر الابصار، در مختار اور رد المحتار میں ہے:"يجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض۔۔ او بعده ما دام المبيع بحاله (احترز به عما اذا عرض عليه ما تعذر به رده مما يمنع الفسخ كما ياتی بيانه) فی يد المشتری اعداما للفساد لانه معصية فيجب رفعها "**ترجمہ: قبضہ سے پہلے ان دونوں میں سے ہر ایک**

پر بیع فاسد کو فسخ کرنا واجب ہے یا قبضے کے بعد جب تک مبیع مشتری کے قبضے میں اسی حالت پر ہو۔ اس صورت سے احتراز ہے جب اس پر ان امور میں سے جو فسخ سے مانع ہے کوئی امر عارض ہو جائے۔ جیسا کہ اس کا بیان آئے گا۔ (وجہِ فسخ) فساد کو ختم کرنے کے لئے، کیونکہ یہ گناہ ہے تو اسے ختم کرنا واجب ہے۔

**(ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، جلد5، صفحہ91،90، دار الفکر، بیروت)**

نیز مذکورہ بالا کتب میں ہے: "اذا قبض المشتری المبیع برضا ۔۔۔بائعہ صریحا او دلالۃ ۔۔۔فی البیع الفاسد ۔۔۔۔ولم ینھہ۔۔۔ ملکہ (ملکا خبیثا حراما فلا یحل اکلہ ولا لبسہ)" ترجمہ: جب مشتری نے مبیع پہ، بائع کی صراحتاً یا دلالۃً اجازت سے قبضہ کر لیا اور بائع نے اس سے روکا نہیں تو وہ اس کا مالک ہو جائے گا یعنی ملک خبیث حرام کے ساتھ تو اس کے لیے اسے کھانا اور پہننا حلال نہیں۔ **(ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، جلد5، صفحہ89،88، مطبوعہ کوئٹہ)**

برہان الدین محمود بن احمد بن عبد العزیز بخاری حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "تطیب قیمة المبیع للبائع في البیع الفاسد عند عجز المشتري عن رد العین؛ لأنه بدل ملكه، لكن يأثم بمباشرته هذا العقد لأنه معصية" ترجمہ: (جب) مشتری عین مبیع لوٹانے سے عاجز ہو تو بائع کے لیے بیع فاسد میں مبیع کی قیمت طیب ہوتی ہے، کیونکہ یہ اس کی ملکیت کا بدل ہے، لیکن وہ یہ عقد کرنے کی وجہ سے گنہگار ہو گا، کہ ایسا عقد کرنا گناہ ہے۔

**(المحیط البرہانی، جلد7، صفحہ467، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)**

تنویر الابصار و در مختار میں ہے "انما طاب للبائع ماربح فی الثمن ۔۔۔لا یطیب للمشتری ما ربح فی بیع یتعین بالتعیین بان باعہ بازید لتعلق العقد بعینہ فتمکن الخبث فی الربح فیتصدق بہ" ترجمہ: (بیع فاسد میں) بائع کے لیے وہ نفع پاک ہے جو اس نے قیمت کے ذریعے کمایا، خریدار کے لیے وہ نفع پاک نہیں ہے جو اس نے متعین مبیع سے کمایا بایں طور کہ اس نے اس چیز کو زیادہ قیمت کے بدلے بیچ دیا کیونکہ عقد اس متعین چیز سے متعلق ہوتا ہے تو خباثت نفع میں بھی آگئی لہٰذا

اس نفع کو صدقہ کردے۔

**مذکورہ بالا قول**" طاب للبائع ما ربح لا للمشتری "**کے تحت ردالمحتار میں ہے:**" صورة المسالة ما ذکره محمد فی الجامع الصغیر: رجل اشتری من رجل جارية بيعا فاسدا بالف درهم وتقابضا وربح كل منهما فيما قبض يتصدق الذی قبض الجارية بالربح ويطيب الربح للذی قبض الدراهم"

**ترجمہ: مسئلہ کی صورت وہ ہے جسے امام محمد نے جامع صغیر میں ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے بیع فاسد کے ذریعے ایک ہزار درہم کی لونڈی خریدی، پھر دونوں نے حاصل شدہ مال سے نفع کمایا تو جس نے لونڈی لی تھی وہ نفع کو صدقہ کرے اور جس نے درہم لیے تھے اس کے لیے نفع پاک ہے۔**

**(ردالمحتار، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، جلد5، صفحہ97،96، دار الفکر، بیروت)**

شیخ الاسلام اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ شارح کے **قول**" والخبث لفساد الملک "**کے تحت "جد الممتار" میں فرماتے ہیں:**" أقول: فتحصل من هذا كلّه: أنّ الخبث إذا كان لفساد الملك يعمل فيما يتعيّن لا فيما لا يتعيّن، **فإذا ملك عيناً ملكاً خبيثاً لا يطيب له هو ولا ربحه، نعم إذا باعه واتّجر في ثمنه طاب لزوال التعيّن، وإذا ملك نقداً كذلك لم يطب لخباثة الملك، لكن يطيب الرِّبح لعدم التعيّن**، فالطيب يحصل لمالك النقد في الدرجة الثانية يعني: إذا اشترى به شيئاً شراءً صحيحاً طاب له وإن كان ملكه للنقد خبيثاً" **ترجمہ: میں کہتا ہوں: پس اس تمام سے یہ حاصل ہوا کہ خبث جب ملک کے فساد کی وجہ سے ہو تو یہ ان اشیا میں عمل کرتا ہے جو متعین ہو جاتی ہیں اور ان میں عمل نہیں کرتا جو متعین نہیں ہوتیں، پس جب ملک خبیث کے ساتھ عین کا مالک ہوا تو نہ وہ چیز اس کے لیے پاک ہے اور نہ اس کا نفع ہی پاک ہے۔ ہاں جب اس نے اس کو بیچا اور اس کے ثمن میں تجارت کی تو تعین ختم ہو جانے کی وجہ سے وہ پاک ہے۔ اور جب ملک خبیث کے ساتھ نقدی کا مالک ہوا تو ملک کی خباثت کی وجہ سے وہ پاک نہیں لیکن تعین نہ ہونے کی وجہ سے نفع پاک ہو گا۔ لہٰذا نقدی کے مالک کو دوسرے درجے میں پاک چیز حاصل ہوئی یعنی جب اس نے اس کے بدلے کوئی چیز صحیح عقد کے ساتھ خریدی تو وہ اس کے لیے پاک ہے اگرچہ اس کی ملک نقدی میں خبیث تھی۔**

**(جد الممتار، جلد6، باب بیع الفاسد، صفحہ92، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بیع فاسد میں مشتری پر اولا یہی لازم ہے کہ قبضہ نہ کرے اور بائع پر لازم ہے کہ منع کردے بلکہ ہر ایک پر بیع فسخ کردینا واجب اور قبضہ کر ہی لیا تو واجب ہے کہ بیع کو فسخ کرکے مبیع کو واپس کرلے یا کردے فسخ نہ کرنا گناہ ہے اور اگر واپسی نہ ہوسکے مثلا مبیع ہلاک ہوگئی یا ایسی صورت پیدا ہوگئی کہ واپسی نہیں ہوسکتی تو مشتری مبیع کی مثل واپس کرے اگر مثلی ہو اور قیمی ہو تو قیمت ادا کرے (یعنی اس چیز کی واجبی قیمت، نہ کہ ثمن جو ٹھہرا ہے) اور قیمت میں قبضہ کے دن کا اعتبار ہے یعنی بروز قبض جو اس کی قیمت تھی وہ دے۔۔۔ موانع فسخ یہ ہیں۔ بیع فاسد میں مشتری نے قبضہ کرنے کے بعد اس چیز کو بائع کے علاوہ دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالا اور یہ بیع صحیح بات ہو۔“ (بہار شریعت، جلد2، حصہ11، صفحہ714،715، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نیز بہار شریعت میں ہے: ”کوئی چیز معین مثلاً کپڑا یا کنیز سو روپے میں بیع فاسد کے طور پر خریدی اور تقابض بدلین بھی ہوگیا، مشتری نے مبیع سے نفع اُٹھایا مثلاً اسے سوا سو میں بیچ دیا اور بائع نے ثمن سے نفع اُٹھایا کہ اُس سے کوئی چیز خرید کر سوا سو میں بیچی **تو مشتری کے لیے وہ نفع خبیث ہے صدقہ کردے اور بائع نے ثمن سے جو نفع حاصل کیا ہے اُس کے لیے حلال ہے۔**“

(بہار شریعت، جلد2، حصۃ11، صفحہ718، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

**کتبـــــــــــــــــــہ**

**المتخصص فی الفقہ الاسلامی**

**محمد ساجد عطاری**

**الجواب صحیح**

**مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری**

08 ذو الحجۃ الحرام 1446ھ/05 جون 2025

الحمد للہ! اب آپ مرکز الاقتصاد الاسلامی (لاہور) کے ذریعے ماہر و مستند مفتیان کرام سے آفس میں تشریف لاکر یا آن لائن میٹنگ شیڈول کرکے اپنے کاروباری معاہدات (کاروبار، پارٹنرشپ، انویسٹمنٹ، مارکیٹنگ وغیرہ) کی شرعی راہنمائی (Sharia Guidance) کی سہولت حاصل کرسکتے ہیں۔

Admin No:0300-0113931 نوٹ: اس فون نمبر پر سوالات کے جوابات نہیں دیئے جاتے۔

LOCATION



نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (لاہور) (Islamic Economics Centre (Lahore)) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کی آفیشل ویب سائٹ www.fatwaqa.com سے کی جاسکتی ہے

ای میل: iec.lhr@daruliftaahlesunnat.net
ایڈریس: 171، E-1 بلاک، فیضان نوری رضوی مسجد، جوہر ٹاؤن، لاہور